مقالات

تحریر: ڈاکٹر محمد عجاج الخطیب
ترجمہ: محمد مسعود عبدہٗ

اسماء وصفاتِ باری تعالیٰ

وسعت، جامعیّت، تعداد اور ان کے معانی

قسط نمبر (۲)

عموماً روشن خیالی یا انسانیت دوستی کے حوالہ سے یہ تاثر دینے کی کوشش کی جاتی ہے کہ دنیا میں جتنے بھی مذاہب موجود ہیں، ان سب کے ہاں "معبود" کا اصل مقصود تو ایک ہی ہے۔ لہٰذا اسے کسی بھی نام سے پکارا جا سکتا ہے۔

لیکن اس خیال کو حقیقت کی نگاہ سے دیکھا جائے تو صورتحال کچھ یوں نظر آتی ہے کہ ہر مذہب نے جتنے بھی نام اپنے معبودوں کے لیے چن رکھے ہیں، ان ناموں کے پس منظر میں اس مذہب کے معبود کا ایک مخصوص تصور تعریف موجود ہے۔

مثلاً یہود کے ہاں حضرت عزیرؑ کو معبود کے بیٹے کی حیثیت حاصل ہے۔ اس پس منظر میں اس مذہب کے معبود میں باپ کی صفت کا تصور موجود ہے۔ اسی طرح عیسائی اپنے معبود کی تعریف میں "تثلیث" کا تصوّر شامل کر کے اپنے معبود کو دوسرے مذاہب کے معبودوں سے الگ کر رہے ہیں ـــــ وعلی ہذا القیاس، ہر مذہب میں معبود کی تعریف یا وصفی تصور الگ الگ ہے ـــــ کہیں وہ اہرمن و یزداں ہے تو کہیں آہورا، کہیں وہ شیوا اور برہما ہے تو کہیں مقدس باپ!

اُمتِ مسلمہ کو ان فکری مغالطوں سے بچانے کے لیے اللہ رب العزت نے قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا کہ:

"وَلِلّٰہِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی فَادْعُوْہُ بِھَا ص وَذَرُوا الَّذِیْنَ

یُلْحِدُوْنَ فِیْٓ اَسْمَآئِہٖ ؕ سَیُجْزَوْنَ مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۔"

(الاعراف: ۱۸۰)

"اور اللہ تعالیٰ کے بہت ہی اچھے اچھے نام ہیں، تو اس کو اس کے انہی ناموں سے پکارو۔ اور جو لوگ اس کے ناموں میں کج روی اختیار کرتے ہیں، انہیں چھوڑ دو۔ وہ جو کچھ کر رہے ہیں، عنقریب اس کی سزا پائیں گے۔"

آیہ کریمہ میں دو حکم دیئے گئے ہیں۔ ایک تو یہ کہ اللہ تعالیٰ کو اس کے ناموں سے پکارو تاکہ امتِ مسلمہ کے ہاں معبود کا حقیقی تصور ابھر کر سامنے آئے، اور جو آمیزش سے مبّرا ہو۔ اور دوسرے یہ کہ ان اسماء کی مخالفت کرنے والوں، یعنی الحاد پسندوں سے الجھنے کی بجائے، انہیں کوئی اہمیت دیئے بغیر ان سے کترا جاؤ ــــــ "ملحد" عربی زبان میں اس شخص کو کہا جاتا ہے جو دلائل کے باوجود سچائی کو تسلیم نہ کرے، حقیقت سے انحراف کا عادی ہو اور بحث میں مخاطب کو اصل مقصود سے ہٹانے کی کوشش کرے۔

ایک دوسری آیہ کریمہ میں اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ فرماتے ہیں:

"قُلِ ادْعُوا اللّٰہَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ؕ اَیًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَہُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی ۔ الآیۃ!"

(الاسراء: ۱۱۰)

"(اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم) آپ فرما دیجئے، تم (ربّ العزت کو) اللہ کے نام سے پکارو یا رحمان (کے نام سے) جس نام سے بھی پکارو، اس کے سبھی نام اچھے ہیں۔"

عرب کے مشرکین "رحمٰن" کے نام سے ناآشنا تھے۔ انہوں نے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمان کے نام سے پکارتے سنا تو طرح طرح کی باتیں بنانے لگے، اس پر اللہ ربّ العزت نے وضاحت فرمائی کہ "اللہ" اور "رحمان" ایک ہی ذاتِ سبحانہٗ تعالیٰ کے نام ہیں۔ بلکہ ان کے علاوہ بھی اس کے اچھے اچھے نام ہیں۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"لَہُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی ؕ یُسَبِّحُ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۔ الآیۃ!"

(الحشر: ۲۴)

"یعنی اس کے بہت اچھے اچھے نام ہیں، زمین و آسمان میں بسنے والے سبھی انہی ناموں کو وردِ زبان بنائے اس کے تسبیح خواں ہیں۔"

عربی زبان میں "الحسنیٰ" لفظ "احسن" کی تانیث ہے —— احسن الاسماء، یعنی وہ بہترین نام جو بہترین مسمّٰی اور بہت زیادہ شرف کے حامل مدلول پر دلالت کرتا ہو —— یعنی اس ذات پر جو تمام تر صفاتِ جمال و کمال کی جامع ہے اور جس کی کوئی صفت اس سے الگ نہیں ہو سکتی۔ اسماء اللہ الحسنیٰ جتنے بھی ہیں، ان کا مصدر واصل اور مرکز و محور صرف اور صرف اللہ ربّ العزت کی ذاتِ والاصفات ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو تاکیداً فرمایا کہ جب بھی کوئی دکھ لاحق ہو، اضطراب و اضطرار کی کوئی کیفیت وارد ہو، مجھے میرے اسماء الحسنیٰ کے ذریعے پکارو، فریاد کرو اور دعاء مانگو —— میں بیقرار دل کو قرار، مضطر و مضطرب کو سکون و اطمینان عطا کروں گا —— اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ رب العزت کو اس کے اسماء الحسنیٰ کے ذریعے پکار نا دعاء کی مقبولیت کا سبب ہے۔

لیکن افسوس، ہم ہیں کہ زمانے بھر کی ذلتیں ہمیں گوارا ہیں، لیکن اللہ سبحانہٗ وتعالےٰ کی طرف رجوع کی توفیق نہیں پاتے —— اسبابِ دنیوی حاصل کرنے کا بھوت ہمارے اعصاب پر اس بری طرح سوار ہے کہ عقل و خرد کھو بیٹھے ہیں —— اسماء اللہ الحسنیٰ ایسی دولت ہمارے پاس ہو، پھر اس دولت کے مصرف کی وضاحت بھی خود صاحبِ دولت و خزائن نے کر دی ہو —— اس کے باوجود ہم ادھر ادھر بھٹکیں، تو جو حال آج ہمارا ہے وہ آخر کیوں نہ ہو؟

ایک کم سو نام

آئیے، اسماء اللہ الحسنیٰ کو ایک بار پڑھ لیں —— رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

"ان للّٰہ تسعۃ وتسعین اسماً مائۃ الّا واحداً، من احصاھا دخل الجنّۃ وھو وتر یحب الوتر[1]"

"اللہ تعالیٰ کے ایک کم سو، ننانوے نام ہیں جس نے انہیں یاد کر لیا، جنت میں داخل ہو گیا، اللہ تعالیٰ طاق ہے اور طاق عدد ہی پسند فرماتا ہے۔"

---

[1] صحیح بخاری کتاب التوحید ج ۹ ص ۲۱۲، صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۰۶۳ اسماء الصفات ص ۲ فتح القدیر ج ۲ ص ۲۶۸، تفسیر اسماء اللہ الحسنیٰ لابی اسحاق الزجاج ص ۲۱-۲۲ اور شرح اسماء الحسنیٰ للرازی ص ۳۷ تا ۸۲

اسماء اللہ الحسنیٰ کی ترتیب

بخاری، مسلم، ترمذی، ابن ماجہ، نسائی، ابن خزیمہ، ابو عوانہ، ابن جریر، ابن ابی حاتم، طبرانی، ابن مندہ، ابن مردویہ، ابن نعیم اور بیہقی ایسی سبھی عظیم شخصیتوں نے، ایک دو ناموں کے اختلاف کو چھوڑ کر، اسماء اللہ الحسنیٰ کو ترتیب وار پیش کیا ہے۔ لیکن میں امام ترمذی، جنھیں "جامع الاسماء الحسنیٰ" کہا جاتا ہے۔ کی ترتیب یہاں درج کر رہا ہوں:

"قال: حدثني ابراهيم بن يعقوب، اخبرنا صفوان بن صالح، اخبرنا الوليد بن مسلم، اخبرنا شعيب بن ابي حمزة عن ابي الزناد عن الاعرج عن ابي هريرة، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم، ان لله تسعة وتسعين اسماً، مائة غير واحدة، من احصاها دخل الجنة،

هو الله (۱) الذي لا اله الا هو الرحمان (۲)، الرحيم (۳)، الملك (۴)،
القدوس (۵)، السلام (۶)، المؤمن (۷)، المهيمن (۸)، العزيز (۹)، الجبار (۱۰)،
المتكبر (۱۱)، الخالق (۱۲)، البارئ (۱۳)، المصور (۱۴)، الغفار (۱۵)، القهار (۱۶)، الوهاب (۱۷)
الرزاق (۱۸)، الفتاح (۱۹)، العليم (۲۰)، القابض (۲۱)، الباسط (۲۲)، الخافض (۲۳)، الرافع (۲۴)
المعز (۲۵)، المذل (۲۶)، السميع (۲۷)، البصير (۲۸)، الحكم (۲۹)، العدل (۳۰)، اللطيف (۳۱)
الخبير (۳۲)، الحليم (۳۳)، العظيم (۳۴)، الغفور (۳۵)، الشكور (۳۶)، العلي (۳۷)، الكبير (۳۸)
الحفيظ (۳۹)، المقيت (۴۰)، الحسيب (۴۱)، الجليل (۴۲)، الكريم (۴۳)، الرقيب (۴۴)،
المجيب (۴۵)، الواسع (۴۶)، الحكيم (۴۷)، الودود (۴۸)، المجيد (۴۹)، الباعث (۵۰)،
الشهيد (۵۱)، الحق (۵۲)، الوكيل (۵۳)، القوي (۵۴)، المتين (۵۵)، الولي (۵۶)، الحميد (۵۷)،
المحصي (۵۸)، المبدئ (۵۹)، المعيد (۶۰)، المحيي (۶۱)، المميت (۶۲)، الحي (۶۳)، القيوم (۶۴)
الواجد (۶۵)، الماجد (۶۶)، الاحد (۶۷)، الصمد (۶۸)، القادر (۶۹)، المقتدر (۷۰)، المقدم (۷۱)،

المؤخر[۷۲]، الاوّل[۷۳]، الاٰخر[۷۴]، الظاھر[۷۵]، الباطن[۷۶]، الوالی[۷۷]، المتعالی[۷۸]، البرّ[۷۹]،
التوّاب[۸۰]، المنتقم[۸۱]، العفوّ[۸۲]، الرّؤف[۸۳]، مالک الملک[۸۴]، ذوالجلال[۸۵]
والاکرام، المقسط[۸۶]، الجامع[۸۷]، الغنّی[۸۸]، المغنی[۸۹]، المانع[۹۰]، الضارّ[۹۱]
النافع[۹۲]، النّور[۹۳]، الھادی[۹۴]، البدیع[۹۵]، الباقی[۹۶]، الوارث[۹۷]، الرّشید[۹۸]
الصّبور[۹۹]۔

اسماء اللہ الحسنیٰ کی مشہور ترتیب و تعداد یہی ہے، اور جو علمائے کرام کی تحقیق و تفتیش کا ثمر ہیں۔ حافظ شہاب الدین ابوالفضل احمد بن علی ابنِ حجر عسقلانی رحؒ فرماتے ہیں کہ ابو زید بغوی نے اسماء الحسنیٰ کا استخراج قرآن مجید سے کیا ہے۔ اسماء اللہ الحسنیٰ کی تعداد، ان کے حفاظ کی قطار در قطار جماعتوں سے دستیاب ہوئی ہے۔ بعض محققین نے ان کی تعداد اور اسماء میں اختلاف کیا ہے، لیکن یہ اختلاف بہت کم ہے!

دو سوال

اب دو سوال سامنے آتے ہیں۔ پہلا سوال یہ کہ اسماء اللہ الحسنیٰ کی تعداد کیا ننانوے ۹۹ سے زیادہ ہے یا نہیں؟ جبکہ دوسرا سوال یہ ہے کہ اسماء الحسنیٰ کو یاد کر لینا یا بالفاظِ دیگر زبان پر انہیں وارد کر لینا ہی ہمارے لیے جنت میں داخلہ کی سند ہو سکتا ہے، یا حدیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں لفظ " احصاھا " کا مطلب اس کے علاوہ بھی ہے؟

پہلے سوال کے جواب میں بہت سے علمائے کرام نے یہی کہا ہے کہ اسماء اللہ الحسنیٰ صرف ایک کم سو ہی نہیں، بلکہ لا تعداد ہیں۔ اس خیال کی تائید میں امام احمد بن حنبل رحؒ اپنی کتاب مسند میں یزید بن ہارون، فضیل بن مرزوق، ابو سلمہ الجہنی القاسم بن عبدالرحمان عن ابیہ کے حوالہ سے بیان فرماتے ہیں:

"عن عبد اللہ بن مسعود عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انّہ قال: ما اصاب احد قطّ ھمّ ولا حزن فقال: اللّٰھم انّی عبدک، ابن عبدک وامتک، ناصیتی بیدک، ماض فیّ حکمک، عدل فیّ قضاؤک، اسألک بکلّ اسم ھو لک،

سمّیت بہ نفسک، او انزلتہ فی کتابک، او علمتہ احداً من خلقک او استأثرت بہ فی علم الغیب عندک ان تجعل القرآن العظیم ربیع قلبی وذہاب ھمّی وغمی، الا اذہب اللہ ھمّہ وحزنہ وابدلہ مکانہ فرجاً، فقیل یا رسول اللہ الا نتعلمہا فقال: بلیٰ ینبغی لمن سمعہا ان یتعلمہا"

"حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، جس شخص کو غم و اندوہ لاحق ہو اور وہ یوں کہے کہ: "اے اللہ، میں تیرا بندہ ہوں، تیرے بندے کا بیٹا ہوں، تیری باندی کی اولاد ہوں، میری پیشانی کے بال تیرے ہاتھ میں ہیں (یعنی میں مکمل طور پر تیرے قبضۂ قدرت میں ہوں) میرے حق میں تیرا جو بھی فیصلہ ہو وہ نافذ ہونے والا ہے، اور تیرا جو بھی فیصلہ میرے حق میں ہو وہ انصاف ہی انصاف ہے۔ میں تیرے ہر اس نام سے تجھ سے سوال کرتا ہوں جو تو نے اپنی ذاتِ پاک کے لیے خود مقرر فرمایا ہے، یا اپنی کتاب میں اسے اتارا ہے، یا اپنی مخلوق میں سے کسی کو سکھایا ہے، یا خاص اسے اپنے ہی علم میں پوشیدہ رکھا ہے کہ تو قرآنِ عظیم کو میرے دل کی بہار بنا دے، اسے میرے غم کا مداوا اور میرے تفکرات کے ازالے کا سبب بنا دے"۔۔۔ تو اللہ رب العزت اسے فکر و غم سے نجات دے دیتے ہیں اور اس کی پریشانیوں کو مسرتوں سے بدل دیتے ہیں"۔

سننے والوں نے سوال کیا، اللہ کے رسول ﷺ، "کیا ہم اس دعاء کو سیکھ سکتے ہیں"؟ آپ ﷺ نے فرمایا "یقیناً جو بھی چاہتا ہے، اسے سن سکتا اور سیکھ سکتا ہے"۔

ایک دوسری روایت میں ہے، آپ ﷺ نے فرمایا:

" ما قالھنّ مھموم قط الا اذہب اللہ ھمّہ وابدلہ بھمّہ فرجاً قالوا: یا رسول اللہ افلا نتعلمھنّ؟ قال: بلیٰ فتعلّموھنّ وعلّموھنّ"

کہ "جو بھی مغموم و فکرمند یہ کلمات کہے، اللہ تعالیٰ اس کے غم و فکر کو دور کر

دیتے اور ایسے مسرتوں سے شادکام کر دیتے ہیں " سننے والوں نے سوال کیا، "اللہ کے رسولؐ کیا ہم اس دعاء کو سیکھ سکتے ہیں؟" آپؐ نے ارشاد فرمایا: "ضرور، اسے خود بھی سیکھو اور دوسروں کو بھی سکھاؤ!"

یہ حدیث اس امر پہ دلالت کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اسماء الحسنیٰ ننانوے سے زیادہ ہیں۔ اور بیہقی نے جعفر بن زید العبدی کے حوالہ سے اپنی کتاب "الاسماء والصفات" میں جو لکھا ہے، اس میں اس بات کی مزید تاکید ہے۔ چنانچہ امّ المومنین حضرت عائشہ صدّیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا:

"یا رسول اللہ علّمنی اسم اللہ الّذی اذا دعی بہٖ اجاب۔ قال لہا: قومی فتوضّئی وادخلی المسجد فصلّی رکعتین، ثمّ ادعی حتّی اسمع، ففعلت، فلما جلست للدّعاء قال النّبیّ صلی اللہ علیہ وسلم: اللّٰہمّ وفّقہا، فقالت: اللّٰہمّ انی اسئلك بجمیع اسمائك الحسنیٰ کلّہا ما علمنا بہ وما لم نعلم، واسئلك باسمك العظیم الاعظم، الکبیر الاکبر، الّذی من دعاك بہٖ اجبتہ، ومن سألك بہٖ اعطیتہ۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: اصبتیہ اصبتیہ" (الاسماء والصّفات ص ۷، فتح القدیر ج ۲ ص ۲۷۰)

"اللہ کے رسولؐ، مجھے اللہ تعالیٰ کے وہ نام سکھا دیجئے کہ جن کے وسیلہ سے میں جو دعاء بھی مانگوں قبول ہو" آپؐ نے فرمایا: "اٹھئے، وضو کیجئے اور مسجد میں داخل ہو کر دو رکعت نماز پڑھئے۔ پھر (اس قدر آواز سے) دعاء مانگئے، جو میں سن سکوں" چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا۔ پھر جب میں دعاء کے لیے بیٹھی، تو آپؐ نے دعاء کی "اے اللہ، توفیق عطا فرما (یعنی آپؓ کو ایسے اسماء سمجھا دیجئے جو آپؓ کی دعاء کی قبولیت میں معاون بنیں!) پھر امّ المومنین نے دعاء کی: "اے اللہ، میں تجھ سے تیرے تمام اسماء حسنیٰ کے ساتھ، جو ہمارے علم میں ہیں اور جو ہمارے علم میں نہیں، سوال کرتی ہوں۔ اے اللہ، میں تجھ سے تیرے عظیم الاعظم اور کبیر الاکبر نام سے سوال کرتی ہوں۔ جس کے

واسطے سے جب کوئی دعاء کرتا ہے تو تو اسے قبول فرماتا ہے"۔۔۔ آپؐ نے یہ سن کر فرمایا: "تو نے اسے پالیا، تو نے اسے پالیا!"

معلوم ہوا کہ مذکورہ اسماء کے علاوہ بھی ایسے اسماء ہیں، جن کا شمار مشہور اسماء میں نہیں ہے۔ چنانچہ ننانوے کی تعداد سے زیادہ اسماء اللہ الحسنٰی کی تائید میں امام احمدؒ، ابن ماجہ، ابوداؤد، نسائی، ابن حبان اور حاکم (رحمہم اللہ) سبھی نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ آپؓ نے بیان فرمایا:

"مرّ النبیّ صلی اللہ علیہ وسلم بابی عیاشؓ زید بن الصّامت الزّرقی وھو یصلّی وھو یقول: اللّٰھمّ انّی اسألک بانّ لک الحمد لا الٰہ الّا انت یاحنّان یامنّان، یابدیع السّمٰوٰت والارض، یاذا الجلال والاکرام۔ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: لقد سألت اللہ باسمہ الاعظم الّذی اذادعی بہٖ اجاب، واذاسئل بہٖ اعطی۔"

(مسند احمد ج ۳ ص ۱۵۲، الترغیب والترہیب ج ۲ ص ۴۸۶)

کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ ابو عیاش زید بن صامت الزّرقیؓ کے پاس سے گزرے، جو نماز پڑھ رہے تھے اور کہہ رہے تھے: "اے اللہ، میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تیرے لیے ہی تمام تعریفیں ہیں، تیرے سوا کوئی معبود نہیں ۔۔۔ یاحنّان یامنّان، یا بدیع السمٰوٰت والارض، یاذاالجلال والاکرام"!۔۔۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا کہ "تو نے اللہ تعالیٰ کے اسمِ اعظم کے واسطہ سے دعاء مانگی ہے۔ یہ وہ نام ہے جس کے ساتھ جب کوئی دعاء کرے، دعاء قبول ہوتی ہے۔ اور جو سوال کرے، عطاء کیا جاتا ہے۔"

(امام حاکم نے اس روایت کو "علیٰ شرطِ مسلم" "صحیح" کہا ہے)

الغرض بہت سے محققین نے ترمذی کے بیان کردہ اسماء الحسنٰی کے علاوہ: اللہ، الحنّان، المنّان، الکافی، الدّائم ۔۔۔ وغیرہا اسماء کا اضافہ ثابت کیا ہے (دیکھئے "الاسماء والصّفات" ص ۷، ۸، مستدرک ج ۱ ص ۱۷)

اب سوال یہ ہے کہ ایک کم سو، یعنی ۹۹ اسماء اللہ الحسنٰی، جن کی تعداد حضور اکرم صلی اللہ

علیہ وسلم نے بیان فرمائی کہ: ان للہ تسعۃ وتسعین اسماً من احصاھا دخل الجنۃ۔" (اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں، جو انہیں یاد کرے گا، وہ جنت میں داخل ہوگا) —— کیا اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اسماء الحسنیٰ کی تعداد صرف اتنی ہی ہے؟ جبکہ بہت سے محققین اور علماء نے اس تعداد سے زیادہ نام تحریر کئے ہیں۔ بلکہ ابن عربی اور المالکی نے تقریباً ایک ہزار نام لکھے ہیں، اور ان سب کا استخراج کتاب وسنّت سے ثابت کیا ہے۔

امام حافظ ابوبکر البیہقی کا جواب سنئے، آپ فرماتے ہیں:

"حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان "ان للہ تسعۃ وتسعین اسماء۔ الخ" (یعنی اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں ....) سے اس بات کی نفی نہیں ہوتی کہ ان کے علاوہ اور اسماء اللہ الحسنیٰ نہیں ہیں۔ بلکہ اس ارشادِ نبوی کا اصل مفہوم یہ ہے، مشیتِ ایزدی یہ تھی کہ لاتعداد اسماء الحسنیٰ سے کم از کم ننانوے اسماء کو اگر کوئی یاد کرے گا اور انہیں اپنے قول وعمل میں سمو لے گا، تو وہ جنت کا حقدار ہوگا —— واللہ اعلم! —— خواہ یہ تعداد پہلی حدیث میں وارد شدہ ناموں سے پوری ہو، یا ان کے علاوہ ان میں سے بھی جو دوسری حدیث میں ہم نے ذکر کئے ہیں یا ان تمام میں سے جو کتاب وسنّت یا اجماع سے ثابت ہیں۔"

(الاعتقاد والہدایۃ الی سبیل الرشاد ص ۲۲، شرح اسماء اللہ الحسنیٰ للرازی ص۸۹)

—— جاری ہے ——

● قلمی معاونین سے التماس ہے کہ اپنے قیمتی مقالات کاغذ کے ایک طرف خوشخط اور باحوالہ تحریر فرمائیں۔

جزاکم اللہ احسن الجزاء! (مدیر)